دعاؤں میں قبولیت کی طاقت پانے کیلئے ضروری ہے کہ ہمیشہ تسبیح و تحمید میں لگے رہیں

جو غافل رہتے ہیں اور عین وقت پر خدا کو یاد کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں وہ ناکام رہتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
قائمقام ایڈیٹر یوسف سہیل شوق
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | سوموار ۲۵ ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ ، ۸ وفا ۱۳۷۰ ہش ، ۸ جولائی ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۵۱

خدا تعالیٰ سے غیر معمولی طلب کرنے والے اپنے اندر غیر معمولی تبدیلی پیدا کریں اور اپنی زندگی کو خدا کی خاطر بدل دیں

وہی لوگ دنیا میں کامیاب ہونگے جو مالک کی ہر ادا سے راضی ہوں۔ ابتلاء پر بھی اور انعام پر بھی

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۱۰ ہجرت ۱۳۷۰ ہش (۱۰ مئی ۱۹۹۱ء) بمقام ناصر باغ (گروس گیراؤ) جرمنی

حضور انور ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

آج کا یہ خطبہ میں ناصر باغ فرینکفرٹ جرمنی سے دے رہا ہوں جہاں مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لئے آیا ہوں۔ چونکہ یہ خطبہ براہ راست مختلف ممالک میں سنا جانے لگا ہے، اس لئے ان کی اطلاع کی خاطر یہ وضاحت کر رہا ہوں۔ اس وقت ٹوکیو، سویڈن، ناروے، مارشس اور یو۔ کے۔ کے علاوہ جرمنی میں بھی دو اور جگہوں پر یہ خطبہ سنا جا رہا ہے۔ برطانیہ کی مجالس یا جماعتیں جو اب خطبہ سنتی ہیں ان کی تعداد میں بھی اب اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وقت سات برطانیہ کے ایسے شہر ہیں جہاں براہ راست اس خطبہ کی آواز پہنچ رہی ہے

جرمنی میں ایوان خدمت کی تعمیر کے بارے میں تحریک

پیشتر اس سے کہ سلسلہ مضمون جاری رکھتے ہوئے قرآن کریم کی دعاؤں کا ذکر کروں ایک اعلان اس اجتماع کی نسبت سے میں آپ کے سامنے کرنا چاہتا ہوں۔ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ جرمنی نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی ضروریات اتنی بڑھ چکی ہیں کہ ان کو ایک ایوانِ خدمت کی تعمیر کی ضرورت ہے۔ اس غرض سے انہوں نے اجازت بھی چاہی اور ایک سرسری سا منصوبہ بھی سامنے رکھا۔ اصولاً اس کی میں نے منظوری دے دی ہے اور امید رکھتے ہیں کہ (اللہ نے چاہا تو) تین سال تک وہ ایوانِ خدمت تیار ہو جائے گا۔ لیکن سب سے پہلا مرحلہ اس کے لئے مناسب زمین کی تلاش ہے۔ جہاں تک چندوں کا تعلق ہے اس سلسلہ میں خدام الاحمدیہ جرمنی کو اس شرط کے ساتھ چندہ اکٹھا کرنے کی منظوری دی ہے کہ کسی خادم کو اس چندہ کے نتیجہ میں یہ عذر نہ ہو کہ میرے دوسرے جماعتی چندے متاثر ہو گئے ہیں۔ اس لئے تمام وہ خدام جو شوق کے ساتھ اس چندہ میں حصہ لینا چاہیں۔ اس شرط کے ساتھ حصہ لیں گے کہ خدام الاحمدیہ کے ہال کی تعمیر کے سلسلہ میں جو بھی مالی قربانی وہ پیش کریں اسے جماعت کے دوسرے چندوں میں کمی کرنے کا عذر نہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ اعلان اس لئے ضروری تھا کہ (امام جماعت) کی اجازت کے بغیر کسی قسم کا کوئی چندہ اکٹھا کرنے کی اجازت نہیں ہوتی اور خدام الاحمدیہ بھی اور دیگر ذیلی تنظیمیں بھی اس بات کی پابند ہیں اور پابند رہنی چاہئیں کہ جماعت سے جو بھی استثنائی چندے طلب کرنا چاہیں۔ ان کی پہلے باقاعدہ اجازت حاصل کر لیں۔

اب میں سلسلہ مضمون کی طرف لوٹتا ہوں، سورۂ فاتحہ میں جو ہمیں یہ دعا سکھائی کہ

اے خدا ہمیں سیدھے راستہ پر ڈال، وہ راستہ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا۔ اس ضمن میں انعام کی راہ پر چلنے والے یا خدا کی راہ کے وہ مسافر جو انعام یافتہ شمار ہوئے ان کا ذکر قرآن کریم میں مختلف شکلوں میں ملتا ہے اور ان کی دعائیں بھی محفوظ کر دی گئی ہیں۔ ان دعاؤں کے سلسلہ میں ایک دعا نظر سے رہ گئی تھی جس کا بیان پہلے ہونا چاہیئے تھا۔ اس لئے میں اس دعا سے آج کا مضمون شروع کروں گا۔ پھر چونکہ بعد کی چند دعائیں پہلے خطبہ میں بیان ہو چکی ہیں ان کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اور پھر اس پہلی بھولی ہوئی دعا کے بعد حضرت ایوبؑ کی دعا سے سلسلہ مضمون شروع ہو جائے گا۔

مکہ سے مدینہ ہجرت کی پیشگوئی

وہ دعا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھائی گئی اور دعا یہ ہے (-) اے میرے رب مجھے صدق کے ساتھ داخل فرما یعنی میرا قدم سچائی پر پڑتا ہو اور سچائی کے ساتھ میں داخل ہوں (-) اور اسی طرح سچائی پر قدم رکھتے ہوئے یا سچائی کے قدم کے ساتھ میں اس منزل سے باہر نکلوں (-) اور میرے لئے اپنی جناب سے ایک ایسا مددگار عطا فرما جو غالب اور قوت والا ہو۔ یہ وہ سورۃ ہے جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ اگرچہ اس بارہ میں اختلاف ہے لیکن جو مستشرقین محققین یا تی مسلمان علماء سے اختلاف بھی رکھتے ہیں ان کے نزدیک بھی ۱۲ سنہ تک کا زمانہ ہے۔ اس عرصہ کے اندر اندر یہ سورۃ نازل ہو چکی تھی اور بعض مفسرین تو اس سے بہت پہلے کا زمانہ بتاتے ہیں۔ بہرحال ہجرت سے پہلے کی یہ سورۃ ہے اور اس آیت کے متعلق بھی یہ تحقیق شدہ بات ہے کہ ہجرت سے پہلے کی ہے۔ اس لئے اس دعا میں دراصل ہجرت کی بھی پیشگوئی فرمائی گئی تھی۔ لیکن صرف ہجرت تک اس دعا کا مضمون محدود نہیں جیسا کہ میں بیان کروں گا۔ اس سے زیادہ وسیع تر معانی اس میں پائے جاتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۳ سال نبوت کے مکہ میں بسر فرمائے۔ تیرہ سال تک دکھ جھیلے اور پھر تیرھویں سال کے آخر پر یا کم و بیش اس عرصہ میں آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ پس یہ دعا آپ کو یہ بتا رہی تھی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے اس شہر سے نکلنا بھی ہے اور دوبارہ اس شہر میں داخل ہونا بھی سچائی کے ساتھ ہوگا لیکن اس میں نکلنے اور داخل ہونے کی ترتیب کو بدل دیا گیا ہے۔ اور داخل ہونے کا ذکر پہلے ہے اور نکلنے کا بعد میں فرمایا

مسلسل صہ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، گویا کہ آپ کو دعا سکھائی جا رہی ہے کہ تو یہ دعا کیا کر (-) اے میرے رب مجھے صدق کے ساتھ داخل فرما (-) اور صدق کے ساتھ مجھے نکلنے کی توفیق عطا فرما تو مکہ سے تو پہلے نکلنا تھا پھر ادخال کا ذکر کیوں پہلے فرمایا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک لحظہ کے لئے بھی خدا تعالیٰ اس دکھ میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا کہ گویا میں مکہ سے نکلوں گا اور پھر شاید واپس آؤں یا نہ آؤں۔ پس واپسی کو زیادہ قطعی اور یقینی بنا کر پہلے پیش کر دیا گیا اور جس وقت یہ وحی نازل ہوئی ہے اس وقت اخراج سے پہلے آپ کو یہ خبر دے دی گئی کہ آپ نے ضرور اس شہر میں داخل ہونا ہے، اس لئے جہاں تک نکلنے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں کسی قسم کے تفکر کی اور غم کی ضرورت نہیں۔

دوسرا اس میں حکمت یہ تھی کہ مکہ سے جس حالت میں نکلے جا رہے تھے۔ اس حالت کے متعلق دشمن یہ کہتا تھا کہ یہ صدق کی حالت نہیں ہے، آپ سچائی کی حالت میں نہیں نکالے جا رہے۔ دشمن آپ کو جھوٹا، کذاب، مفتری اور طرح طرح کے اور بدنام دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ جھوٹا ہے، اس نے خدا پر اپنی طرف سے بات گھڑ لی ہے، مگر مدینہ جس نے آپ کا استقبال کیا اس نے صدق کے ساتھ آپ کا استقبال کیا، صدق کی گواہی دیتے ہوئے استقبال کیا۔ پس (اے میرے رب مجھے داخل کر) کا مضمون مدینہ کی نسبت سے یہ ہو گا کہ اے محمدؐ! اب تو اس شہر میں داخل ہونے والا ہے جو تیرے صدق پر گواہ ہو گا اور صدق کے ساتھ تجھے قبول کرے گا اور پھر جب تو نکلے گا تو صدق کے ساتھ ہی نکلے گا اور دوبارہ اس شہر میں داخل ہو گا اور دوبارہ داخلے کا مضمون چونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس لئے فتح مکہ کے اوپر (مجھے صدق کے ساتھ داخل کر) کا مضمون صادق آئے گا اور یہ بات بن جائے گی کہ جب تو دوبارہ اس شہر میں داخل ہو گا اس وقت شہر کا ذرہ ذرہ، اس کی اینٹ اینٹ، اس کی ساری فضا گواہی دے رہی ہو گی کہ یہ مرد صادق ہے جو واپس اپنے شہر کو لوٹ کر آیا ہے اور چونکہ یہ ایک پیشگوئی تھی اس لئے اس کے **پورا** ہونے کے نتیجہ میں از خود ہی آپ کا صدق مکہ میں داخل ہوتے ہوئے ظاہر و باہر ہو جانا تھا۔ (-) اور میرے لئے اپنی جناب سے کوئی ایسے مددگار انصار عطا فرما دے جن کو تو طاقت عطا کرے غلبہ عطا کرے اور ان کی مدد معنی خیز ہو، کوئی کمزور مددگار نہ ہو بلکہ غالب اور طاقتور مددگار ہو چنانچہ یہ دعا بھی **انصار** مدینہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے بعینہٖ اسی طرح قبول فرمائی جیسا کہ سکھائی تھی اور انصار مدینہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کی غالب نصرت کرنے کی توفیق ملی اور انصار نے جو مدد کی ہے وہ اگرچہ بظاہر انصار کی طرف سے ہے مگر (دعا کے الفاظ) نے یہ بتا دیا کہ انصار کی مدد اللہ کے ایماء پر ہے اور اس کی طرف سے ہے اس کے بغیر اس مدد کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ پس بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے مہاجر ساتھی انصار کے ممنون احسان ہونے والے تھے مگر خدا تعالیٰ نے دعا میں من لدنک کا لفظ رکھ کر یہ خوشخبری بھی ساتھ دے دی کہ تیری اس دعا کے نتیجہ میں وہ مدد کریں گے ان کے دل تبدیل کئے جائیں گے ان کو توفیق عطا کی جائے گی، اس لئے تو یہ نہ سمجھنا کہ کسی انسان کے زیر احسان آ رہا ہے بلکہ دعا کے نتیجہ میں یہ مدد خالصتاً اللہ ہی کی طرف سے ہو گی۔

عام روزمرہ کے سفر کی دعا

دوسرا اس دعا کا ایک تعلق عام روزمرہ کے سفروں سے بھی ہے اور قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ قرآنی دعائیں وسیع معانی رکھتی ہیں اور مختلف حالات پر چسپاں ہو سکتی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے قرآن کریم کی جو دعائیں خاص مواقع سے بھی تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ ان کو مختلف ملتے جلتے مواقع پر بھی استعمال کیا کرتے تھے! اور ان سے استفادہ کرتے تھے۔ پس روزمرہ کے سفروں میں یہ دعا بہت ہی مفید ہے اور میں نے خود اس کا تجربہ کر کے دیکھا ہے اور حیرت انگیز طور پر اس دعا کے نیک اثرات کا مشاہدہ کیا ہے۔ ایک دفعہ میرا خیال تھا کہ اس موضوع پر جماعت سے الگ خطاب کروں کہ دعا کے نتیجہ میں سفروں میں جو حیرت انگیز سہولتیں میسر آتی ہیں وہ اتفاقی حادثات کے نتیجہ میں نہیں ہوتیں بلکہ ایسا مسلسل نصرت الٰہی کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے کہ کوئی معمولی عقل کا انسان بھی یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس میں غیبی ہاتھ ہے لیکن چونکہ اس سلسلہ مضامین میں اتنے لمبے عرصہ کے لئے ایک دوسرے مضمون کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے آئندہ کسی وقت (اللہ نے چاہا تو) اس حصہ کو آپ کے سامنے رکھوں گا۔

مراتب کی بلندی کی دعا

اس دعا کا ایک اور بہت ہی اہم مفہوم انسان کے مراتب سے تعلق رکھتا ہے۔ انسان ہمیشہ حالتیں بدلتا رہتا ہے۔ ایک حالت سے نکل کر دوسری حالت میں داخل ہوتا ہے۔ یہ حالت بدی سے اچھائی کی طرف بھی حرکت کر سکتی ہے اور اچھائی سے بدی کی طرف بھی حرکت کر سکتی ہے یعنی اس حالت کا بدلنا بدی سے اچھائی کی طرف بھی ہو سکتا ہے اور اچھائی سے بدی کی طرف بھی ہو سکتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے جہاں یہ دعا سکھائی وہاں صدق کا لفظ ساتھ سمجھا دیا کہ یہ دعا کرنا کہ اے خدا جب بھی میری حالت تبدیل ہو سچائی کے ساتھ تبدیل ہو۔ اس آیت سے پہلے جو مضمون چل رہا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مراتب کا مضمون ہے اور پہلی آیت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ نصیحت فرمائی کہ (-) کہ اے میرے بندے! راتوں کو اٹھ کر تہجد کے نوافل ادا کیا کر اور خدا کی راہ میں جد و جہد کیا کر (-) اس کے نتیجہ میں ہرگز بعید نہیں بلکہ قریب ہے کہ تجھے مقام محمود عطا کیا جائے۔

یہاں مقاماً محموداً کو نکرہ رکھ کر اس مقام کے بہت ہی عظیم الشان ہونے کی طرف اشارہ فرما دیا گیا۔ پس اس دعا کے معاً بعد یہ دعا رکھی یعنی اس خوشخبری کے بعد کہ خدا تعالیٰ تجھے بہت ہی عظیم مقام اور مرتبہ عطا فرمانے والا ہے، یہ دعا سکھائی (-) اے خدا جس مقام پر تو مجھے فائز فرمانا چاہتا ہے یا جس پر فائز فرمانے کا تو نے فیصلہ فرما لیا ہے (-) مجھے صدق کے ساتھ اس میں داخل فرمانا (-) اور اس مقام پر ٹھہرائے نہ رکھنا بلکہ اس سے آگے بلند تر مقامات کی طرف بھی ہاتھ پکڑ کر لے جانا اور صدق کے ساتھ لے جانا۔ یہاں صدق کے لفظ نے تنزل کی نفی فرما دی۔ چونکہ بعض دفعہ ایک انسان ایک اعلیٰ مرتبہ حاصل کرنے کے باوجود اس مرتبہ پر اپنی شامت اعمال کے نتیجہ میں قائم نہیں رہ سکتا جیسا کہ قرآن کریم نے بلعم باعور کی مثال دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسی صلاحیتیں عطا کی تھیں کہ اگر وہ چاہتا یعنی اگر وہ نیک اعمال پر استقامت اختیار کرتا اور خدا کی طرف رفعتیں حاصل کرنا چاہتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان صلاحیتوں کے نتیجہ میں جو اسے عطا کی گئی تھیں اسے بلند مقام عطا فرما سکتا تھا۔ (-) لیکن وہ بدبخت ایسا نکلا کہ وہ دوبارہ زمین کی طرف جھک گیا۔ پس اس کا بلند مرتبہ سے نکلنا (صدق سے نکلنا) نہیں کہلا سکتا کیونکہ وہ سچائی کی بجائے جھوٹ کے قدم کے ساتھ باہر نکلا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کامل دعا سکھائی گئی کہ تیرا داخل ہونا بھی صدق کے ساتھ اور تیرا نکلنا بھی صدق کے ساتھ ہو یعنی تنزل کی طرف تو نہ جائے بلکہ ہمیشہ بلند تر مراتب کی طرف تیرا قدم آگے بڑھتا رہے۔

دوسرا صدق کا معنی یہاں ایسا ہے جسے تمام (ایمان والوں) کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ بسا اوقات انسان کو اعلیٰ مراتب کی تمنا ہوتی ہے اور اس تمنا میں خود غرضی بھی داخل ہو جاتی ہے، ریا کاری بھی داخل ہو جاتی ہے اور انسان چاہتا ہے کہ میں بھی نیک شمار کیا جاؤں اور دنیا کی نظر میں میرا مرتبہ بلند ہو اور مجھے مقام محمود حاصل ہو یعنی دنیا کی نگاہ میں مقام محمود حاصل ہو۔ ایسے لوگوں کو بعض دفعہ ایسے روحانی تجارب سے ملتے جلتے تجارب ہوتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم خدا کے مقرب بن گئے ہیں حالانکہ وہ روحانی تجارب نہیں ہوتے وہ شیطانی تجارب ہوتے ہیں۔

پس ہر وہ شخص جو بلند پروازی کا خواہش مند ہے، جو خدا تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے اس کو یہ دعا بہت ہی باقاعدگی کے ساتھ اور اس کے مضامین میں ڈوب کر کرنی چاہیئے۔ ورنہ اس کا قدم قدم صدق نہیں رہے گا۔

پس (-) (مجھے صدق کے ساتھ داخل کر) کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا مجھے جو بھی بلند مرتبہ عطا فرما وہ سچائی کے ساتھ ہو اس میں میرے دل کی نفسانی خواہشات کا کوئی دخل نہ ہو اس میں میرے جھوٹ کا کوئی دخل نہ ہو۔ وہ خالصۃً سچائی کا قدم ہو جو ترقیوں کی طرف اٹھنے والا ہو اور تیری رضا اسے حاصل رہے اور اسی طرح جب میں اس مقام سے نکال کر ایک بلند تر مقام کی طرف لے جایا جاؤں تو تب بھی میری ادنیٰ تمناؤں کا اس میں کوئی دخل نہ ہو بلکہ ارفع و اعلیٰ مقاصد کے لئے تجھ سے ہی مدد مانگتے ہوئے میں آگے بڑھنے والا بنوں۔ پس یہ دعا بہت ہی کامل، جامع اور مانع دعا ہے۔ زندگی کے مختلف مراحل پر، مختلف حالات پر چسپاں ہوتی ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، روزمرہ کے سفروں کے سوا دنیا کے ہر سفر پر جو ظاہری ہو یا روحانی ہو اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ پس دنیا کے کاروبار میں جہاں انسان بعض ملازمتیں مثلاً کرتا ہے اور ترقیاں پاتا ہے اس وقت بھی یہ دعا کام آسکتی ہے ورنہ بعض لوگ ترقی پاتے ہیں اور پھر ذلت کے ساتھ نکالے جاتے ہیں تو پیشتر اس سے کہ وہ ترقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاصل کریں اگر اس دُعا کو وہ اپنے حرزِ جان بنا چکے ہوں اور ہمیشہ اس دُعا کی طرف اُن کی توجہ رہے تو زندگی کا جو بھی مرحلہ پیش آئے گا، جس میں ایک حالت دوسری حالت میں تبدیل ہوتی ہے۔ یہ دُعا ان کے کام آئے گی۔

اب وہ چند دُعائیں جو اس کے بعد قرآن میں بیان ہوئی ہیں وہ میں بیان کر چکا ہوں۔ اب حضرت ایوب کی اس دُعا کی طرف آتا ہوں، سورۃ انبیاء آیت نمبر ۸۴ میں اس کا ذکر ہے (-)۔

حضرت ایوبؑ کی بے کسی کی دُعا

اور یاد کرو ایوبؑ کو کہ جب اُس نے بڑے درد سے اپنے رب کو پکارا کہ اے خدا مجھے تو بہت ہی دُکھ پہنچ چکا ہے۔ (-) اور میں جانتا ہوں کہ سب رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر تو رحم کرنے والا ہے۔

حضرت ایوبؑ کے حالاتِ زندگی

اس سلسلے میں حضرت ایوب کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کا مختصراً ذکر کرتا ہوں اور آپ کا تعارف بھی کرواتا ہوں کیونکہ بہت سے لوگ حضرت ایوب کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔ حضرت ایوب، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پندرہ سو سال کے لگ بھگ پہلے پیدا ہوئے۔ ۱۵۵۰ کے قریب بیان کیا جاتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو سو سال پہلے۔ آپ کی شخصیت کے متعلق اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بعضوں کے نزدیک آپ بنی اسرائیلی نبی تھے اور بعضوں کے نزدیک آپ باہر کے کوئی نبی تھے جن کا ذکر وہاں ملتا ہے۔ مسلمان مفسرین نے آپ کو شام کے علاقے میں پیدا ہونے والا بتایا ہے اور بائبل میں مقام کا ذکر ہے لیکن اُس کا مجھے صحیح پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کس علاقے کا شہر ہے جس کی طرف آپ کو نسبت دی گئی ہے، غالباً عُوز لفظ ہے جس کے متعلق میں ابھی تحقیق نہیں کر سکا کہ وہ کونسا علاقہ بتایا جاتا ہے۔ بہرحال جہاں تک بائبل کی روایات کا تعلق ہے اُن کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ حضرت ایوب کو خدا تعالیٰ نے بہت سی نعمتیں عطا فرمائیں، دُنیاوی اموال بھی، ریوڑ، گلّے ہر قسم کے جانور، بیوی بچے، بہت ہی خوشحالی عطا فرمائی اور اُس وقت علاقہ کے امیر ترین انسانوں میں سے تھے اور بہت ہی فیاض اور خدمت کرنے والے انسان تھے۔ شیطان کو آپ پر حسد ہوا اور شیطان نے خدا تعالیٰ سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ایوبؑ جو تیرا بندہ ہے، تو اُس پر نازاں ہے کہ بڑی عبادت کرنے والا اور ان سب نعمتوں کے باوجود مجھے نہ بھلانے والا ہے لیکن اُسے آزمائش میں ڈال کر دیکھ پھر پتہ چلے گا، چنانچہ اُس کے اموال تباہ کر دے، پھر میں دیکھوں گا کہ وہ کیسے تیرا بندہ رہتا ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے اُسے کہا کہ ہاں اموال پر تجھے تصرف دیا جاتا ہے اور حضرت ایوبؑ کے تمام اموال تباہ ہو گئے۔ پھر اُس نے اولاد کا طعنہ دیا کہ اولاد تو اچھی ہے۔ دُنیا کے جانور اور دولتوں کی بعضوں کو پرواہ نہیں ہوتی، اولاد کا صدمہ برداشت نہیں کر سکتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُس کی اولاد کو پہلے جلا وطن کروا یا پھر مرنے دیا اور اولاد ضائع ہو گئی۔ پھر شیطان نے کہا کہ اُس کے بدن کے اوپر مجھے تصرف دیا جائے۔ خدا تعالیٰ نے کہا کہ اگر بدن کی آزمائش بھی چاہتے ہو تو یہ بھی کر کے دیکھ لو۔ چنانچہ آپ کے بدن کو ایسی بیماری لگ گئی کہ بائبل کے بیان کے مطابق جسم میں ناسور ہو گئے اور نہایت ہی مکروہ قسم کی بیماری تھی جس سے لوگ بھی کراہت کر کے پناہ مانگتے تھے اور دوڑتے تھے اور جسم میں کیڑے پڑ گئے اور لوگوں نے آپ کو نکال کر بستی سے باہر کر دیا۔ تب بھی حضرت ایوبؑ صابر و شاکر رہے اور خدا کے ساتھ وفا میں کوئی کمی نہ آئی۔ تب شیطان نے خدا سے کہا کہ بیوی تو ابھی تک ساتھ ہے اور وہ وفادار ہے، بیوی کی طرف سے بھی اس کو کچھ صدمہ پہنچے۔ تو بیوی کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے شیطان کی چال میں آ کر یا کہانی یوں بیان کی گئی ہے کہ شیطان نے خود ہی سوچا کہ جس طرح میں نے حوّا کو گمراہ کیا تھا میں اس کی بیوی کو بھی گمراہ کر دوں تاکہ یہ کبھی ساتھ نہ رہے پھر میں دیکھوں گا کہ اس کا صبر ٹوٹتا ہے کہ نہیں۔ چنانچہ اس نے بیوی کو یہ کہا کہ یہ بچھڑا یا کوئی جانور میرے نام پر ذبح کر دو تو تمہارا خاوند اچھا ہو جائے گا۔ گویا شرک کی تعلیم دی اور بیوی اس پر اس حد تک آمادہ ہو گئی کہ اس نے حضرت ایوبؑ سے اس کا ذکر کیا اور یہاں تک کہا کہ تو اب خدا کو چھوڑ۔ کہاں تک صبر کرے گا۔ اُس سے موت مانگ اور اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کر۔ حضرت ایوبؑ اس پر ناراض ہوئے اور عہد کیا کہ اگر میں اچھا ہو جاؤں گا تو اس کو سو کوڑے ماروں گا۔ اس شرک میں مبتلا ہونے کے نتیجہ میں یعنی بطور سزا اس کو میں سو کوڑے ماروں گا۔ اُس پر بیوی چھوڑ کر چلی گئی اور اکیلے رہے تب بھی حضرت ایوبؑ ثابت قدم رہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ یہ تیری آزمائش کا دور تھا، تو اس پر پورا اترا ہے۔ اور جو کچھ تیرے نقصانات تھے وہ سب پورے ہو جائیں گے اور اب تُو پہلی حالتوں کی طرف بلکہ اُن سے بھی بہتر حالتوں کی طرف لوٹایا جائے گا۔ پھر بیوی بھی ملتی ہے، پھر اولاد بھی آتی ہے۔ پھر اور جو شہر کے لوگ نکالنے والے تھے اُن کے اندر بھی ندامت پیدا ہوتی ہے گویا کہ انجام اس واقعہ کا یہ ہے کہ حضرت ایوبؑ دوبارہ اپنی صحت کی طرف بھی لوٹ آتے ہیں۔ پرانی شان اور آن بان کی طرف بھی لوٹ آتے ہیں سب چھوٹے ہوئے، رُوٹھے ہوئے ساتھی واپس آجاتے ہیں، یہ ہے خلاصہ۔ اور مفسرین نے بھی کم و بیش یہی مضمون بیان کیا ہے لیکن بعض تبدیلیوں کے ساتھ اور بائیبل نے یہ لکھا ہے کہ شیطان فرشتوں کے گروہ میں شامل ہو کر خدا کے حضور میں پیش ہوا اور اس طرح خدا سے اُس نے گویا فرشتہ بن کر باتیں کیں اور یہ سارا قصہ اس کے نتیجہ میں پیدا ہوا۔ مفسرین نے اس کو قبول نہیں کیا اور اس کو نیا رنگ یہ دے دیا ہے کہ اُس زمانے میں یعنی کہ حضرت ایوبؑ کے زمانے میں شیطان بعض دفعہ فرشتوں اور نبیوں کے درمیان باتیں سُن لیا کرتا تھا، مچان لگا کر بیٹھا رہتا تھا اور وہ باتیں سُن لیا کرتا تھا تو ایک دفعہ فرشتوں کی اور حضرت ایوبؑ کی باتیں ہو رہی تھیں اور بڑی اُن کی تعریف ہو رہی تھی اور انہوں نے خدا سے بھی عرض کیا کہ دیکھو کیسا نعمتوں والا بندہ ہے اور پھر اس کے باوجود عبادت کرتا ہے تو اس پر شیطان کو پتہ چل گیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے چنانچہ اس نے پھر یہ شرارت شروع کی۔

کیا حضرت ایوبؑ ہندی نبی تھے

حضرت (فضل عمر) نے (-) میں ذکر کیا ہے کہ اس سے ملتا جلتا ایک واقعہ ہریش چندر ایک ہندو بزرگ کا بھی بیان کیا جاتا ہے جن کے متعلق یہ آتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی طرح انعام یافتہ تھے جس طرح حضرت ایوبؑ کے ذکر میں ملتا ہے مگر وہاں شیطان کی بجائے بعض دیوتاؤں کو حسد پیدا ہوا۔ حضرت (فضل عمر) نے تو تفصیل سے ذکر نہیں کیا مگر میں نے پھر ان روایات کو مختلف تاریخی حوالوں سے دیکھا ہے۔

ہریش چندر کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں لیکن خلاصہ مختصراً یہی ہے کہ وہاں دیوتاؤں کو اُس پر رشک آیا اور انہوں نے ہندو میتھالوجی کے مطابق سب سے بڑے خدا سے یہ کہا کہ ہمیں موقع دیں ہم اُس کو آزمائش میں ڈالتے ہیں۔ چنانچہ ایک دیوتا انسان کے رُوپ میں گیا، اُس نے ہریش چندر سے کہا: سُنا ہے کہ تو بڑا سخی داتا ہے۔ کیا میری استدعا کو قبول کرے گا؟ اُس نے کہا ہاں جو مانگے گا میں دُوں گا اور ہریش چندر کے متعلق بھی یہ مشہور تھا کہ وہ عہد سے زیادہ وعدے کا پختہ ہے اور جو ایک دفعہ قول و قرار دے بیٹھے اُس سے پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، تو اس طرح پختہ قول لینے کے بعد اُس نے کہا کہ اپنا سب کچھ مجھے دے دو۔ تمام جائیداد، دولتیں، اموال، گھر جو کچھ تیرا ہے وہ سب کچھ دے دے اور ہریش چندر نے دے دیا اُس کے بعد اُس نے کہا کہ تُو نے سب کچھ تو نہ دیا۔ ابھی تیرے بچے، بیوی، تُو خود ہے اور تیرا جسم ہے۔ اس کا کیا ہوگا چنانچہ یہ طے پایا کہ ان سب کو وہ بیچ دیں اور ایک شودر نے جو ہندو CASTE SYSTEM کے مطابق سب سے ذلیل قسم کی ذات ہے آپ کو خرید لیا اور پھر وہ مشقتوں کا دور ہوا اور بہت ہی سخت تکلیفیں ہوئیں۔ مصائب در پیش ہوئے، تو ملتی جلتی کہانی ہے۔

حضرت (فضل عمر) کا یہ رُجحان ہے کہ چونکہ زمانہ بھی کم و بیش ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی ہے اس لئے بعید نہیں کہ حضرت ایوبؑ ایک ہندی نبی ہوں (جیسا کہ پہلے بھی میں نے بیان کیا ہے کہ بعض محققین کے نزدیک وہ اسرائیلی نہیں تھے۔) اور اس ہندی نبی کی روایات وہاں پہنچی ہوں اور اُن کو بائبل کا حصّہ بنا دیا گیا ہو۔

اس پس منظر میں اب میں قرآن کریم کی وہ دُعا آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کو سکھائی اور وہ یہ تھی (۔) (اور یاد کرو ایوب کو کہ جب اُس نے بڑے درد سے اپنے رب کو پکارا کہ اے خدا مجھے تو بہت ہی دُکھ پہنچ چکا ہے اور تُو سب رحم کرنے والوں میں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے) یہاں ارحم الراحمین پر دُعا کو ختم کیا گیا ہے کہ تُو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ حضرت ایوبؑ کی حالت کے متعلق جو تفاصیل ہیں وہ تو ہمیں قرآن کریم میں نہیں ملتیں لیکن جتنے بھی اشارے ملتے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو بہت ہی تکلیفیں پہنچیں اور جسمانی عوارض بھی بہت لاحق ہوئے اور یہاں تک کہ آپ کو اپنا ملک چھوڑ کر بھی جانا پڑا چنانچہ منجملہ تفصیل کے ساتھ تو ذکر نہیں مگر یہ ضرور ملتا ہے کہ کچھ نہ کچھ واقعات جیسا کہ بیان کئے گئے ہیں ویسے آپ کے ساتھ ضرور پیش آئے یہاں تک کہ سب نے آپ کو چھوڑ دیا۔

ارحم الراحمین کا مطلب ہے کہ اے خدا میری تو یہ حالت پہنچ گئی کہ دُنیا کے جتنے رحم کرنے والے ہو سکتے ہیں وہ تو مُنہ موڑ کر چلے گئے۔ میری بیوی نہ رہی، میرے بچے نہ رہے، میرے شہر والے نہ رہے، جو ایمان لائے تھے انہوں نے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اب میں اکیلا اپنے وطن سے نکلتا ہوں، تو مجھے بتا کہ میں کیا کروں، لیکن ان سب باتوں کے باوجود میں مایوس نہیں، تُو ارحم الراحمین ہے، جس پر کوئی اور رحم کرنے والا نہ ہو اُس پر تُو رحم فرماتا ہے۔ اس دُعا کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) کہ ہم نے اس دردناک پکار کو سُنا اور قبول کیا۔ (۔) اور اُن سب تکلیفوں کو کھول دیا اور تبدیل کر دیا جو اُسے لاحق تھیں (۔) ہم نے اُس کے اہل بھی اُسے واپس لوٹا دیئے اور اُسے اُس جیسے اور بھی بہت سے گھر عطا کئے جو اپنا سمجھتے ہوئے اُس کے خاندان کی طرح ہی ہو گئے یعنی ایسی اُن سے محبت کرنے والے خاندان عطا کئے جو اپنوں سے الگ شمار نہیں کئے جا سکتے تھے جس طرح بعض دفعہ انسانی تعلقات میں بعض خاندانوں میں ایسی محبت ہو جاتی ہے۔ ایسا ملنا جلنا اور قُرب کا تعلق ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی گھر کے افراد دکھائی دیتے ہیں۔ پس (۔) یہ بھی خوشخبری دی گئی کہ ایک گھر تجھ سے چھٹا تھا، تجھے اور بھی بہت سے گھر ہم عطا کریں گے (۔) یہ خالصۃً ہماری طرف سے رحمت کے طور پر ہوگا (۔) اور جو عبادت کرنیوالے ہیں ان کے لئے یہ ہمیشہ کے لئے نصیحت ہوگی کہ جس قسم کے بھی ابتلاء درپیش ہوں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر صبر کے ساتھ عبادت پر قائم رہتے ہوئے صرف خدا کی ہی طرف جھکو گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ تمہارے دکھوں کو دُور فرما دے گا اور ہر تکلیف کو راحت میں تبدیل فرما دے گا۔

حضرت یونس علیہ السّلام کی دُعا

ایک اور دُعا جو اس کے بعد مذکور ہے حضرت یونس علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی دُعا ہے وہ یہ ہے کہ (۔) اور صاحبِ نون کی اُس حالت کو یاد کرو (۔) جبکہ وہ سخت خفا ہوتے ہوئے دل کے ساتھ جب اُس کا دل بہت ناراض اور تنگی محسوس کر رہا تھا ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ کی طرف گیا (۔) اور اُس نے یہ گمان کیا کہ گویا ہم اُس پر غالب نہیں آئیں گے یا اُس کے خلاف فیصلہ صادر نہیں کریں گے (۔) مطلب یہ بھی ہے کہ کسی کے خلاف فیصلہ کرنا اور ایک یہ مطلب بھی ہے کہ کسی پر غلبہ پا لینا تو دونوں مفہوم کچھ نہ کچھ اس صورت حال پر اطلاق پاتے ہیں۔ (۔) تب اُس نے اندھیروں میں یہ دُعا کی (۔) اے میرے خدا تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے (۔) تو بہت پاک ہے (۔) میں بہت ہی ظلم کرنے والوں میں سے تھا، میں اپنی خطاؤں کا اقرار کرتا ہوں اس لئے تو ہی ہے جو مجھے اس ظلم کی حالت سے نجات بخش۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے (۔) ہم نے پھر اُس کی اس دُعا کو سُن لیا اور شدید غم سے اُس کو رہائی بخشی۔ (۔) اور اسی طرح ہم مومنوں کو جزاء دیا کرتے ہیں۔

حضرت یونس علیہ السّلام کے حالاتِ زندگی

حضرت یونسؑ کے متعلق بھی تاریخ میں اختلافات پائے جاتے ہیں اور ضرورت ہے کہ ان کے پس منظر سے متعلق بھی چند الفاظ بیان کئے جائیں۔ حضرت یونسؑ کے متعلق بائیبل نے جو واقعات بیان کئے ہیں وہ قرآن کریم سے مختلف ہیں اور اُن کی ترتیب بھی بدلی ہوئی ہے اور بائیبل کے بیان کے مطابق حضرت یونسؑ کا جو واقعہ ہے، ایک ایسی جگہ پیش آیا۔ یعنی یافا میں، یافا فلسطین کے مغربی ساحل پر ایک بندرگاہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یافا سے آپ نے وہ جہاز پکڑا تھا یا سمندری کشتی پکڑی تھی جس میں سے بالآخر آپ کو پھینکا گیا۔ یہ یافا اُس مقام سے جو نینوا کا مقام ہے جسے حضرت یونسؑ کی بستی بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اگر سیدھا کوّے کی اڑان اُڑا جائے تو پانچسو سے زائد میل دُور ہے۔ نینوا جس کے متعلق عام طور پر مفسّرین کا خیال ہے کہ نینوا وہ بستی تھی جہاں حضرت یونسؑ کو بھجوایا گیا تھا وہ موصل میں واقع ہے جو عراق کے شمال میں آجکل کردوں کا علاقہ ہے، اُس زمانے میں جس زمانے کی یہ بات ہے وہاں اسیریئنز کی حکومت تھی حضرت یونس کا زمانہ آٹھ سو سال قبل مسیح بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن مختصراً اب میں بائیبل کے متعلق بتاتا ہوں کہ بائیبل کیا کہتی ہے پھر میں قرآن کریم کی طرف آؤں گا کہ قرآن کریم کیا بیان فرماتا ہے۔ بائیبل کے نزدیک حضرت یونس جن کو جُونا یا یونا کہا جاتا ہے اور ان کے نام کی ایک کتاب بھی بائیبل میں ہے۔ ان کو خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ تو نینوا بستی کو جاکر ڈرا کہ اگر وہ توبہ نہیں کرے گی تو ہلاک کر دی جائے گی۔ حضرت یونس نینوا جانے کی بجائے یافا چلے گئے اور یافا جاکر آپ نے وہ کشتی پکڑ لی جس میں سے بالآخر آپ کو قرعہ اندازی کے بعد باہر پھینک دیا گیا اور مچھلی نے آپ کو نگل لیا۔

اوّل تو یہ بات قرینِ قیاس نہیں یعنی ایک (صاحب ایمان) جس نے قرآن کریم کا مطالعہ کیا ہو اور انبیاء کی عظمت کا تعارف قرآن کریم سے حاصل ہوا ہو وہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ سوچ نہیں سکتا کہ خدا ایک نبی کو مشرقی علاقے میں کسی شہر میں جانے کا حکم دے اور وہ اس طرف پیٹھ کر کے مغرب کی طرف روانہ ہو جائے اور خدا کے حکم کا انکار کر کے کسی اور جگہ کا رختِ سفر باندھے، کسی اور جگہ کی تیاری کرے۔ یہ تو شانِ نبوّت کے بالکل خلاف بات ہے۔ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی نبی ایسی کھلی کھلی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرے دوسرے وہ زمانہ وہ ہے جبکہ اسیریا کی عراق کے شمالی علاقہ میں بہت ہی زبردست حکومت تھی اور یہ وہی زمانہ ہے جس میں اسیریئنز نے سب سے پہلے حملہ کر کے بنی اسرائیل کی حکومت کو پارہ پارہ کیا تھا۔ پس تاریخی نکتہ نگاہ سے ناممکن دکھائی دیتا ہے کہ اس زمانے میں فلسطین کے کسی باشندے کو خدا تعالیٰ یہ حکم دے کہ (پانچ سو میل تو سیدھا رستہ ہے، ویسے زمینی سفر کا جو رستہ ہے وہ بہت لمبا بنتا ہے) اتنا لمبا رستہ طے کر کے تم نینوا جاؤ اور وہاں جاکر اُن کو دھمکاؤ، پس یہ قرینِ قیاس بات دکھائی نہیں دیتی دوسرے یہ کہ نینوا بستی کے متعلق اس زمانے میں ایسی کوئی شہادت نہیں ہے کہ وہاں کسی نبی نے بھی کسی قسم کی منادی کی ہو اور اس کے نتیجے میں ساری بستی ایمان لے آئی ہو۔

پس بائیبل کا قصّہ کئی لحاظ سے قابل قبول نہیں ہے دوسرے بائیبل نے جو واقعات کی ترتیب بیان کی ہے وہ بھی عجیب و غریب ہے۔ بائیبل کے مطابق حضرت یونس نے خدا کا انکار کرتے ہوئے نینوا کی طرف جانے کی بجائے یافا سے کشتی پکڑی اور کسی اور جگہ کا رُخ اختیار کیا۔ سمندر میں طوفان آگیا اور جب کشتی ڈوبنے کے قریب ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ ہم میں کوئی گنہگار ایسا ہے جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے لگا ہے۔ اس وقت حضرت یونس نے اقرار کر لیا اور کہا کہ میں ہی وہ ہوں جس کی وجہ سے تم سب کی شامت آگئی ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم مجھے کشتی سے باہر پھینک دو۔ چنانچہ ان کو کشتی سے باہر پھینک دیا گیا، وہاں ایک بڑی مچھلی نے آپ کو نگل لیا اور بائیبل کے بیان کے مطابق تین دن اور تین رات مسلسل آپ مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ پھر مچھلی نے آپ کو کسی جگہ اُگلا، وہاں سے پھر آپ واپس نینوا گئے اور اس طرح بالآخر خدا کی بات پوری کی۔ نینوا جانے کے بعد بھی آپ نے حقیقت میں سچی توبہ نہیں کی بلکہ نینوا والوں کو پیغام دیتے ہوئے یہ بھی کہتے تھے کہ مجھے پتہ ہے کہ ان لوگوں نے توبہ کر لینی ہے اور خدا نے معاف کر دینا ہے اور خواہ مخواہ میں بے عزّت ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب نینوا کو اللہ تعالیٰ نے تباہ نہیں فرمایا اور نینوا کے باشندوں نے توبہ کر لی تو حضرت یونس خدا تعالیٰ سے روٹھ کر وہاں سے پھر جنگل کی طرف چلے گئے۔ وہاں بائیبل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بیان کے مطابق خدا تعالیٰ نے آپ کے لئے ایک بیلدار درخت اُگایا ، جس کی چھاؤں میں آپ نے امان حاصل کی لیکن پھر ایک کیڑا بھیج دیا جس نے اس کی جڑیں کھالیں اور وہ درخت کھوکھلا ہو کر زمین پر جا پڑا۔ تب حضرت یونس نے ایک اور شکوہ کیا کہ یہ کیا واقعہ ہو گیا کہ ایک چھاؤں تھوڑی سی تھی اس سے بھی محروم رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر اُن کو کہا کہ یہ درخت تُو نے نہیں لگایا تھا اور اس ایک درخت کے مرنے پر تجھے اتنا افسوس ہے جس کے لگانے میں تیری محنت کا کوئی دخل نہیں اور مجھ سے یہ توقع رکھتا ہے کہ لاکھ سے زائد بندے جو میں نے پیدا کئے اُن کو آناً فاناً تباہ کر دوں۔ تب حضرت یونس کو یا یُونا کو نصیحت حاصل ہوئی۔

حضرت یونس کے بارے میں قرآنی بیان

قرآن کریم اس سے بالکل مختلف روایت بیان فرماتا ہے۔ سب سے پہلے یہ کہ قرآن کریم میں نینوا بستی کا کوئی ذکر نہیں اور مفسرین نے بائیبل کو پڑھ کر اندازہ لگایا ہے کہ بستی نینوا ہی ہوگی۔ بعضوں کا خیال ہے ذوالنون یعنی نون والا جو کہا گیا ہے اس سے نینوا بستی والا مراد ہے حالانکہ نون مچھلی کو کہتے ہیں اور صاحب حوت بھی آپ کو قرار دیا گیا ہے اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ نینوا کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسرے ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اگر نینوا سے ناراض ہو کر آپ واپس جائیں تو سات آٹھ سو میل دور جا کر یافا کی بندرگاہ سے کیوں جہاز پکڑیں آپ کے ساتھ ہی دریائے دجلہ تھا۔ نینوا کی بستی دریائے دجلہ کے ایک کنارے پر واقع ہے ، وہاں سے کشتی لے کر آپ جو بھی سفر اختیار کرنا چاہتے اختیار کر سکتے تھے اس لئے یہ بات بھی قرینِ قیاس نہیں ہے۔ پس بائیبل کے بیان کے برعکس قرآن کریم نے اوّل تو اس بستی کا ذکر نہیں فرمایا دوسرے جو واقعہ بیان فرمایا ہے وہ بہت ہی معقول اور مربوط ہے اور اس میں کسی قسم کے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ خصوصیت کے ساتھ یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ قرآن کریم نے آپ کے تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہنے کا کوئی ذکر نہیں فرمایا۔ یہ فرمایا ہے کہ مچھلی نے آپ کو نگلا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ نے اس تکلیف اور دکھ کی حالت میں یہ دعا کی ہے اور ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ مچھلی نے اگل دیا۔ لیکن یہ کہیں ذکر نہیں کہ تین دن اور تین رات آپ مچھلی کے پیٹ میں رہے تھے۔ پس یہ زیادہ قرینِ قیاس ہے کہ آپ کچھ عرصہ کے لئے وہاں رہے ہوں۔

اس بات کی وضاحت کی اس لئے خصوصیت سے ضرورت پیش آئی ہے کہ عموماً احمدی عیسائیوں کے ساتھ گفت و شنید کرتے وقت اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ جیسا کہ حضرت یونس تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہے اور زندہ رہے اور زندہ حالت ہی میں باہر نکالے گئے ، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تین دن کی آزمائش کے بعد جس میں چند گھنٹے صلیب پر لٹکنا اور بقیہ عرصہ ایک قبر نما جگہ میں رہنا آپ زندہ وہاں سے باہر نکلے ، تو میں آپکو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے جس بات کا ذکر نہیں کیا وہ حکمت سے خالی نہیں۔ تین دن کا بائیبل میں جو ذکر ہے وہ یقیناً غلط ہے۔ تین رات مچھلی کے پیٹ میں کوئی چیز خدا کے قانون کے مطابق زندہ نہیں رہ سکتی اور اس عرصے میں ہڈیاں گل سڑ کے ختم ہو چکی ہوتی ہیں یعنی ہر قسم کا گوشت گل سڑ کے ختم ہو جاتا ہے صرف ہڈیوں کا پنجر باقی رہ جاتا ہے اور اس کے علاوہ دم گھٹنا اور تیزابی حالتیں یہ تو سوچنے والی بات ہی نہیں ہے پس قرآن کریم نے تین دن کا جو ذکر نہیں کیا وہ حکمت سے خالی بات نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مچھلی نے نگلا ہے اور اس کیفیت میں حضرت یونس نے بے اختیار یہ دردناک دعا کی ہے کہ اے خدا میں کن ظلمات میں پھنس گیا ہوں۔ یہ میری اپنی ہی ظلمات ہیں ، اپنے گناہوں کی ظلمتیں ہیں اور میں اب تجھ سے التجاء کرتا ہوں کہ مجھے معاف کر دے ، میں اپنے جرم کا اقرار کرتا ہوں تو اُسی وقت قرآن کریم کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مچھلی نے اُبکائی لی ہے اور حضرت یونس کو اُگل دیا ہے اور یہ اتنی سی دیر ہوگی سمندر کے اتنے پانی میں جہاں وہ بڑی مچھلی آجاتی ہے صرف اس سے ساحل تک پہنچتے پہنچتے کا عرصہ ہے ، کیونکہ آپ کو ساحل کے اوپر اُگلا گیا ہے۔ پھر آپ نے وہاں چند دن ایک بیل کے سائے میں گزارے۔ اُسی بیل کا پھل کھایا جس نے آپ کو شفاء بھی بخشی اور کچھ توانائی بھی دی اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ نے ہجرت کے بعد نبوت کا عرصہ شروع کیا۔

پس خلاصہ جو قرآن کریم کی رُو سے بنتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت یونس نبی نینوا یا کسی ایک بستی میں جس کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے خدا کا پیغام لے کر گئے اور بستی والوں نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ اگر اس بستی نے توبہ نہ کی اور استغفار سے کام نہ لیا تو اس عرصے کے اندر اندر یہ ہلاک ہو جائے گی جیسا کہ دیگر انبیاء کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے اس اطلاع کے بعد حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے ہجرت کر کے کچھ فاصلے پر جا کر ٹھہر گئے اور آنے والوں سے اس بستی کا حال پوچھتے رہے ، یہاں تک کہ مقررہ وقت گزر گیا۔ حضرت یونسؑ کو یہ علم نہیں تھا کہ اس عرصے میں اُس بستی نے نہ صرف توبہ کی بلکہ ایسے دردناک طریق پر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی کہ ارحم الراحمین خدا ایسی التجاؤں کو رد نہیں فرمایا کرتا۔

دیگر روایات اور بائیبل کا بیان

چنانچہ بیان کیا جاتا ہے لیکن یہ قرآن کریم کا بیان نہیں ، یہ روایات کا اور بائیبل کا بیان ہے کہ بستی کے لوگوں نے حضرت یونسؑ کے نکل جانے کے بعد یہ خیال کیا کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے ، یہ خدا کا نیک بندہ تھا ، اس کی باتیں ضرور پوری ہونگی اس لئے نجات کی صرف یہ راہ ہے کہ ہم سارے اس شہر کو چھوڑ کر باہر میدان میں نکل جائیں اور خدا کے حضور سخت گریہ وزاری کریں اور گریہ وزاری کا اثر بڑھانے کے لئے اور لوگوں کے دلوں میں درد پیدا کرنے کے لئے انہوں نے یہ ترکیب کی کہ ماؤں سے اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلایا اور بکریوں کے بچوں کو بھی تھنوں سے جُدا رکھا گیا اور باہر میدان میں جب اس حالت میں گئے تو بچوں کے رونے اور چلّانے اور جانوروں کے ، جو بھوکے تھے اور پیاسے تھے ، شور مچانے کے نتیجے میں ایک کہرام مچ گیا اور ایسی دردناک حالت ہوئی کہ وہ سارا بڑا میدان جس میں ایک لاکھ کے لگ بھگ شہر کے لوگ بڑے ، چھوٹے موجود تھے ، قیامت کا نمونہ بن گیا اور اس طرح وہ روئے اور چلّائے کہ جیسے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے اور وہ تڑپتے ہیں تو چنانچہ خدا تعالیٰ کو اس حالت پر رحم آگیا اور خدا نے اپنے وعدے کو ٹال دیا۔

قرآن کی روشنی میں واقعات کا خلاصہ

چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ کاش باقی لوگ بھی جن کو خدا کے انبیاء نے ڈرایا ، یونس کی قوم کی طرح ہوتے۔ وہ گریہ وزاری کرتے ، وہ توبہ و استغفار کرتے ، ہم اُن کو بھی بخش دیتے اور اُن کا دنیا میں نفع کی حالت میں رہنا لمبا کر دیا جاتا ، یعنی اچھی حالتیں اُن کی لمبی کر دی جاتیں اور اُن کو خدا کا عذاب نہ پکڑ لیتا تو یہ وہ واقعہ ہے ، حضرت یونس چونکہ اس بات سے بے خبر تھے جب وقتِ معینہ گذر گیا اور ایک دیہاتی جو اس شہر سے آرہا تھا اس سے حضرت یونس نے پوچھا کہ کیوں جی ! بتاؤ اس بستی کا کیا حال ہے ؟ تو اس نے کہا وہ ٹھیک ٹھاک ہے ، بس رہے ہیں۔ اس پر حضرت یونس اتنے دلبرداشتہ ہوئے کہ وہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور میرے ذریعے ان کو یہ وعید دیا تھا کہ تم ہلاک کئے جاؤ گے اور ہلاک نہیں کیا ، تو شرم کے مارے وہ بستی کو نہیں لوٹے۔

قرآن کریم اس کے بعد کے واقعات کو بہت ہی لطیف انداز میں بیان فرماتا ہے۔ فرماتا ہے (۔) یاد رکھو یونس مرسلین میں سے تھا۔ اس گواہی کے ساتھ اس کہانی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے متعلق ایسی بات نہ کہہ دینا جو مرسلین کی شان کے خلاف ہے۔ اس کے متعلق یہ نہ خیال کر لینا کہ خدا نے اس کو حکم دیا کہ تُو فلاں جگہ جا اور وہ نافرمانی کرتے ہوئے کسی اور جگہ کی طرف چل پڑا تو مرسل وہ بہرحال تھا۔ مرسلین سے بھی بعض دفعہ کچھ غفلتیں ہو جاتی ہیں۔ عام انسان اس سے سینکڑوں گنا بڑی غفلتیں کرتا ہے اور پکڑا نہیں جاتا کیونکہ اس کے معیار کے مطابق وہ گناہ نہیں بنتا لیکن جتنا بلند مقام ہو اتنا ہی داغ نمایاں ہوتا جاتا ہے اور معمولی داغ بھی سفید کپڑوں پر بڑا ہو کر دکھائی دیتا ہے۔ پس یہ مضمون ہے جس کی طرف قرآن کریم اشارہ فرما رہا ہے (۔) کہ یونس بہرحال مرسلین میں سے تھا۔ خدا کے برگزیدہ بندوں میں سے تھا جسکو خدا نے اپنا پیغام بر بنا کر بھیجا تھا۔ اس لئے جو کچھ بھی اس سے غلطی ہوئی وہ مرسلین میں پھر بھی رہے گا اور سننے والوں پر یہ واجب ہے کہ وہ ادب کے تقاضوں کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں (۔) جب وہ بھاگتا ہوا ایک بھرے ہوئے جہاز میں داخل ہوا (۔) مطلب ہے جیسے گاڑی چھوٹتی ہوئی آپ دیکھتے ہیں تو دوڑ کے پکڑتے ہیں گاڑی یا جہاز کی سیٹیاں بج چکی ہیں ، رخصت ہونے والا ہے تو آپ تیزی سے آگے جاتے ہیں کہ میں رہ نہ جاؤں تو فرمایا کہ وہ جہاز پہلے ہی بھرا ہوا تھا۔ اور چل رہا تھا ، حضرت یونس نے دیکھا تو دوڑ کر اُس کو پکڑا (۔) قرعہ حضرت یونسؑ نے ڈالا۔ اقرار وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ اپنے گناہوں کا ان کے سامنے اقرار کیا۔ معلوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا ہے جہاز ڈولا ہے ، پہلے ہی بھرا ہوا تھا ، طوفان آگیا ہے ، لوگ ڈر گئے تو یہ فیصلہ ہوا کہ قرعہ ڈالا جائے اور جہاز کا لفظ تو اس پر اطلاق ہی نہیں کرتا ۔ اس زمانے کے لحاظ سے جہاز کہلاتا ہو گا لیکن ایک عام کشتی تھی ورنہ جہاز سے ایک آدمی کے پھینک دینے سے تو کوئی فرق نہیں پڑا کرتا ۔ اتنی بڑی کشتی تھی اس سے بڑی نہیں تھی کہ اگر اس میں سے ایک آدمی بھی باہر پھینک دیا جائے تو اس کے نہ ڈوبنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں ۔ بچ جانے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں ۔ چنانچہ خدا کی شان ہے ۔
کہ حضرت یونس سے قرعہ ڈلوایا گیا ۔ اور اس میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ پہلے ہی چونکہ بہت سے مسافر بھرے ہوئے تھے ، حضرت یونسؑ چونکہ بعد میں آئے تھے ، اگر کوئی اور قرعہ ڈالتا تو حضرت یونسؑ کو یہ شک پڑ سکتا تھا کہ مجھے انہوں نے نکالنا ہی تھا بہانہ بنا لیا ہے ، اسی لئے خدا تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کو بتانے کے لئے کہ میری تقدیر کام کر رہی ہے اس میں کسی بندے کی سازش کا دخل نہیں ہے ، ایسا انتظام کیا کہ کشتی والوں نے آپ ہی کو کہا کہ آپ قرعہ ڈالیں چنانچہ جب قرعہ نکالا تو آپ کا اپنا نام نکلا اور (—) سمندر میں پھینکے ہوؤں میں سے وہ ہو گیا (—) اس حالت میں مچھلی نے اسے نگلا کہ (—) وہ ملامت کرنے والا تھا یعنی اپنے نفس پر ملامت کرنے والا تھا یا ملامت زدہ تھا (—) پس اگر ایسا ہوتا کہ اُس سے پہلے وہ خدا کی تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتا (—) تو یونس مچھلی کے پیٹ میں اس وقت تک رہتا کہ جس وقت دوبارہ انسانوں کو حشر کے دن اٹھایا جائے گا۔

خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں کو سبق دینے کا لطیف انداز

ان آیات میں اگر آپ ذرا سا مزید غور کریں تو حضرت یونسؑ کے ساتھ جو واقعات پہلے گذرے تھے ان کا بڑے لطیف رنگ میں ذکر موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ہمیں بتایا کہ خدا تعالیٰ جب اپنے بندوں کو سبق دیتا ہے تو نہایت ہی لطیف رنگ میں ان کی غلطیوں سے مناسبت رکھتے ہوئے سبق دیتا ہے جو ان سے پہلے ہو چکی ہوئی ہوتی ہیں ۔

اب یاد کریں کہ حضرت یونسؑ نے ایک بھرے ہوئے شہر کو چھوڑا تھا ، وہ بھرا ہوا شہر ایسا تھا کہ جو اپنے گناہوں کے باعث ہلاک ہونے کے لائق تھا اور خدا کی تقدیر نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ صرف یونسؑ ایک ایسا انسان ہے جو بچائے جانے کے لائق ہے اور بھرے ہوئے شہر کو ہلاکت کا نشانہ بنتے ہوئے چھوڑ کر خدا کی وحی کے مطابق حضرت یونسؑ اس شہر سے الگ ہوئے ۔ چونکہ اُس کے بعد ان سے ایک غلطی سرزد ہوئی اور دل میں یہ خیال گذرا کہ شائد خدا میرے خلاف کوئی فیصلہ نہ کرے ، چونکہ آپ مرسلین میں سے تھے اس لئے ہم یہ بدظنی نہیں کریں گے کہ یہ خیال انہوں نے کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر نہیں ہو سکتا ۔ میں نے غور کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترجمہ کرنا یہاں درست نہیں ہے بلکہ بہت ہی لطیف بات ہے جو بیان ہوئی ہے ، وہ یہ ہے کہ حضرت یونسؑ نے یہ سوچا ہو گا کہ وہ خدا جو ایک لاکھ گنہگاروں کو سخت گناہوں کے باوجود ، اس فیصلے کے باوجود کہ میں ان کو ہلاک کر دوں گا ، پھر معاف کر دیتا ہے ، تو مجھے کہاں پکڑے گا پھر ؟ میں تو پھر نیک بندوں میں شمار ہوتا ہوں ۔ میں تو اس کے مرسلین میں سے ہوں ۔ مجھ سے تو زیادہ رحمت کا سلوک کرے گا ۔ پس اس آیت یعنی مجھ پر قدرت نہیں پا سکے گا ، کا یہ مطلب ہے کہ اللہ میرے خلاف فیصلہ نہیں دے گا ۔ جو اتنا رحم کرنے والا خدا ہے اس نے مجھے کیا کچھ کہنا ہے ؟ لیکن یہ بات وہ بھول گئے کہ ہر شخص سے اس کے حالات اور اس کی توفیق کے مطابق سلوک کیا جاتا ہے ۔ خدا کے نیک بندوں سے بہت زیادہ اونچی توقعات ہوتی ہیں ۔ پس خدا تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کو یہ سبق دینا تھا کہ جب خدا تعالیٰ چاہے اس صورت حال کو بالکل الٹ سکتا ہے ۔ پس اب آپ کشتی کی طرف آئیں ، ایک بھری ہوئی کشتی تھی ، وہاں حضرت یونسؑ کے سوا سارے گنہگار تھے لیکن خدا تعالیٰ نے ان سب گنہگاروں کو بچا لیا یعنی بظاہر اور جو سب سے معصوم انسان تھا اس کو ہلاکت کی طرف باہر پھینکوا دیا اور جو بھی اس پہلے شہر میں واقعہ گذرا تھا اس سے بالکل الٹ مضمون ہو گیا ۔ وہاں حضرت یونسؑ ایک بھرے ہوئے شہر کو چھوڑ کر جا رہے تھے ، جس سارے شہر کو خدا کی تقدیر نے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور صرف یہ ایک معصوم انسان تھا جسے نجات کی خبر دی گئی تھی اور کشتی کی حالت یہ تھی کہ وہ گنہگاروں سے بھری ہوئی تھی اور خدا کی تقدیر یہ کہہ رہی تھی کہ ان سب کو میں معاف کرتا ہوں اس نیک بندے کو یہاں سے نکالا جائے ۔ جس نے مجھ پر بدظنی کی ہے اور اسے ہلاکت کے منہ میں ڈال دیا جائے ۔ چنانچہ مچھلی نے آپ کو نگل بھی لیا ، وہاں ظلمات کا لفظ استعمال کرنے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے

سکھائی ہوئی دعا تھی ۔ بہت ہی فصیح و بلیغ کلام ہے (—) ایک ظلمت کا کام اس سے سرزد ہوا تھا ، ساری زندگی نور میں کٹی اور ہلکا سا ظلمت کا سایہ آیا جو اس نے خدا تعالیٰ پر بدظنی کر لی ۔ اس کے نتیجے میں وہ ظلمات میں گھیرا گیا (—) کئی قسم کے اندھیروں میں اس نے بے اختیار یہ دعا کی (—) اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے (—) تو بہت ہی پاک ہے (—) میں ہی ظالم انسانوں میں سے تھا
اور ظلمت اور ظلم یہ دونوں ایک ہی منبع سے نکلے ہیں اور دونوں ہم معنی ہیں ۔ ظلم کا مطلب گناہ بھی ہے اور اندھیرا بھی ہے ۔ پس اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوبارہ نجات بخشی اور یہ فرمایا (—) میں نے جو یونس کو معاف کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی ساری زندگی تسبیح و تحمید میں گذری تھی ۔ پس خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی سابقہ نیکیوں کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے اگرچہ غلطی بہت بڑی ہی کیوں نہ ہوئی ہو ، جو توقع رکھتا ہے ۔ اُس کے خلاف انسان سے بعض دفعہ کوئی ایسی غلطی سرزد ہو جاتی ہے جس سے گویا اس کا پچھلا سارا اعمال نامہ سیاہ شمار کر لیا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نیک بندوں کی نیکیوں کو اس طرح بھلا نہیں دیا کرتے ۔
"وہ ہمیشہ تسبیح و تحمید میں وقت گذارا کرتا تھا" اس میں ہمارے لئے یہ نصیحت ہے کہ ہم عین وقت کے اوپر جو دعا کریں کہ اے خدا ہم سے غلطی ہو گئی ہے ہمیں ظلم سے نجات بخش ہمیں ظلمات سے نکال دے اور اس سے پہلے خدا کی تسبیح و تحمید نہ کریں تو ہماری دعا میں قبولیت کی وہ طاقت نہیں ہو گی ۔ اس لئے ہمیں ہمیشہ خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کی حالت میں رہنا چاہیئے ۔ اس وقت خدا کی تسبیح کرنی چاہیئے جبکہ خدا سے کوئی مطالبہ نہیں ہو رہا ۔ کوئی بھیک مانگنے کے لئے اس کے در پہ نہیں گئے بلکہ اس کی محبت میں ، اس کی یاد میں ، اس کے پیار میں ، ہم اس کی مدح کے گیت گا رہے ہوں اس کی تسبیح بلند کر رہے ہوں ۔ ایسی حالت میں ہمیں جب بھی مشکل پیش آئے گی تب خدا تعالیٰ اس پرانی تسبیح کو یاد کرتے ہوئے اگرچہ گناہ بڑا بھی ہو گیا ہو تب بھی مغفرت کا سلوک فرمائے گا ۔
پس وہ لوگ جو بعض دفعہ مجھے یہ لکھتے ہیں کہ ہم مصیبت میں گھر گئے ہیں ہم نے تو بڑی التجائیں کیں ، بڑا شور مچایا ، بہت روئے پیٹے ، ہماری دعا قبول نہیں ہوئی ، ان کے لئے اس میں نصیحت ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلی زندگی میں وہ خدا سے غافل رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے نعمتیں عطا کیں لیکن انہیں خدا کو یاد رکھنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی ۔ اسی وقت یاد آیا جب کہ ضرورت پیش آئی تو جب ضرورت پیش آئے اس وقت کی یاد کی کوئی حقیقت نہیں ہوا کرتی ۔
پس ضمناً یاد کروا دوں ، وہ تین دن والی جو بحث ہے اس کو اس طرح نہیں کرنا چاہیئے کہ آپ اصرار کریں کہ ضرور تین دن ہی مچھلی کے پیٹ میں رہے تھے ، تین دن کی خطرناک حالت ہم کہہ سکتے ہیں ، معلوم ہوتا ہے بائیبل میں جو واقعہ ہے وہ لکھنے والوں کو پوری طرح واضح نہیں تھا خدا تعالیٰ نے ممکن ہے کسی نیک بندے پر وحی کی ہو یا ایک باہر کے نبی کا قصہ وہاں پہنچا ہو اور اس میں غلطی رہ گئی ہو ۔ تین دن کی انتہائی نازک حالت کا ذکر ہو گا جس کو یہ سمجھ لیا گیا کہ گویا تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہے ۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے دل کا حملہ ہوتا ہے تو تین دن تک بعض دفعہ ایک شخص (انتہائی نگہداشت) INTENSIVE CARE میں رکھا جاتا ہے یعنی ایسی حالت میں جہاں زندگی اور موت کے درمیان کشمکش جاری ہوتی ہے ۔ پس وہ حالت جس میں بظاہر موت غالب آنے والی ہو اسے ہم خطرناک حالت قرار دیتے ہیں ، بیماری تو بعد میں بھی کچھ چلتی ہے ، لیکن اس بعد کی حالت میں صحت کے غلبے کے امکان بڑھ جاتے ہیں ۔
پس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی صلیب پر چند گھنٹے رہنے کے بعد دو اڑھائی دن ایسی ہی حالت رہی کہ گویا جان کنی کی حالت تھی شدید گہرے زخموں میں آپ مبتلا تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ دم آیا کہ نہ آیا ، کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا ، تو تین دن کی مشابہت اس رنگ میں حضرت یونسؑ سے ہوئی کہ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی مچھلی نے خواہ چند ثانیوں کے لئے یا ایک دو منٹ کے لئے ہی پیٹ میں رکھا ہو جب اگلا ہے تو اس کے زخم بھی اتنے کاری تھے اور اتنا گہرا نقصان ہو چکا تھا کہ تین دن اس کے بعد جان کنی کی حالت میں رہے ہیں ۔ اگر خدا تعالیٰ بیل اگا کر اس کا سایہ نہ کر دیتا اور اس بیل میں شفا نہ رکھتا تو آپ کے بچنے کے بظاہر کوئی امکان نہیں تھے اور ایسی حالت سے بھی اللہ تعالیٰ نجات بخش دیتا ہے ۔ پس جہاں بعض احتیاطوں کے سبق ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بے انتہا ہونے کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے ایسی خطرناک حالت میں بھی خدا تعالیٰ بچا سکتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس سے بظاہر بچنے کی کوئی صورت نہ ہو۔

حضرت زکریاؑ کی دعا کا حقیقی مفہوم

اب میں آخر پر حضرت زکریا کی دعا کے بعد اس خطبہ کو ختم کروں گا حضرت زکریا کی ایک دعا پہلے بھی گذر چکی ہے اب جو دعا قرآن کریم نے دوسرے لفظوں میں ہمارے سامنے رکھی ہے وہ یہ ہے کہ (۔) (سورۃ انبیاء: آیت ۹۰) کہ زکریا کو بھی یاد کر (۔) جب اُس نے اپنے رب کو پکارا اور یہ عرض کیا (۔) اے میرے خدا! مجھے اکیلا نہ چھوڑ (۔) اور سب وارثوں میں بہتر تو ہی وارث ہے۔ پہلی دعا سے متعلق اگر کسی کو غلط فہمی پیدا ہوئی ہو تو اس دعا میں اس کا ازالہ فرما دیا گیا ہے۔ پہلی دعا میں یہ ذکر تھا کہ آپ نے یہ عرض کی کہ اے خدا! میرا کوئی والی نہیں ہے، مجھے شریکوں کا ڈر ہے، میری بیوی بانجھ ہے اور بوڑھی ہے، میرے مرنے کے بعد وہ اکیلی رہ جائے گی تو کوئی اس کی حفاظت کرنے والا نہیں ہوگا، اس سے کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ حضرت زکریا کے نزدیک ظاہری اولاد کی ظاہری حکمتوں کے پیشِ نظر اہمیت ہے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر میرا وارث نہ ہوا تو میرے پیچھے میری بیوی گویا لاوارث رہ جائے گی تو حضرت زکریاؑ چونکہ خدا تعالیٰ سے بے انتہا پیار کرنے والے اور اس پر بے حد توکل کرنے والے انسان تھے اسلئے اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے ان کی ایک اور دعا بھی قرآن کریم میں بیان فرما دی، اس میں وہ کہتے ہیں کہ میری خواہش تو یہی ہے کہ میں اکیلا نہ رہوں میرے بعد میری اولاد ضرور آئے لیکن یہ معنی نہیں ہیں کہ اولاد نہ ہوئی تو میرے پیچھے میری بیوی اور باقی جو بھی سلسلہ ہے وہ لاوارث ہو جائے گا (۔) ہر شخص کے بعد تو ہی اصل وارث ہوا کرتا ہے اور اس کی ہر جائیداد، ہر عزت، ہر دولت اور ہر ذمہ داری تیری طرف لوٹ جاتی ہے۔ یہاں وارث کے دو معنی ہیں۔ ان دونوں معنوں میں آپ کو دعا کرنی چاہئے۔ یعنی ان دونوں معنوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے دعا کرنی چاہئے۔ ایک وارث وہ ہے جو جائیداد پا لیتا ہے اور ایک وارث وہ ہے جو ذمہ داریاں ورثے میں پاتا ہے اور سچا وارث وہ ہوتا ہے جو ان کو ادا کرتا ہے تو (تو ہی اصل وارث ہے) میں یہ دونوں باتیں شامل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اے خدا جو کچھ میرا ہے میرا تو ہے ہی کوئی نہیں۔ کسی کا بھی کچھ نہیں۔ ہم تو مر کر یہاں سے چلے جانے والے ہیں، جو کچھ تو نے ہمیں عطا کیا ہے وہ سب تیری طرف واپس لوٹتا ہے اور تو ہی ہے جو باقی رہے گا۔ اور ہر چیز آخر تیری ہی ہوگی۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ دنیا والے وارث تو اپنی ذمہ داریاں ادا کریں نہ کریں، جو تجھ پر توکل رکھتے ہیں اُن کا صحیح وارث تو ہی ہوا کرتا ہے اور ان کے سارے بوجھ تو اٹھا لیتا ہے اُن کے قرضے اتارنے کا بھی تو ہی انتظام کرتا ہے، ان کی دیگر ذمہ داریوں کا بھی تو ہی ذمہ دار بن جاتا ہے۔ پس وارث ان دونوں معنوں میں ہے۔

قبولیت دعا کی حکمت

پس وہ لوگ جو اولاد کی تمنا رکھتے ہیں ان کو یہ دعا ان معنوں میں کرنی چاہئے کہ ہم تمنا تو رکھتے ہیں مگر یہ مطلب نہیں ہے کہ اولاد نہیں ہوگی تو ہم برباد ہو جائیں گے ہمارا تو تُو ہی ہے اور تُو ہمیشہ رہنے والا ہے اور جس کا تُو ہو جائے اس کے نام مٹا نہیں کرتے۔ اس کی ذمہ داریاں اس کے بعد بھی ادا ہوا کرتی ہیں۔ پس اگر تُو اولاد نہ دے تو ہم ناراض نہیں، ہم خفگی محسوس نہیں کرتے، تمنا ہے اگر عطا کر دے تو بہتر ہے ورنہ تو بہترین وارث ہے، تیرے ہوتے ہوئے ہم کسی قسم کے شکوے کا حق نہیں رکھتے چنانچہ فرمایا (۔) پس ہم نے اس کی دعا کو قبول فرما لیا اور اسے ہم نے یحییٰ بطور تحفہ عطا کیا (۔) اور اس کی بوڑھی، بانجھ زوجہ کی اصلاح فرما دی (۔) یہاں بھی قبولیت دعا کی حکمت واضح فرما دی کہ کیوں بعض لوگوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ فرمایا (۔) یہ وہ لوگ تھے جو محض ضرورت کے وقت میرے پاس نہیں آیا کرتے تھے بلکہ ہمیشہ میری محبت کے نتیجہ میں نیک کاموں میں سبقت لے کر جایا کرتے تھے۔ بنی نوع انسان کی خدمت کیا کرتے تھے جو بھی بھلائی کا موقعہ آتا تھا اس سے چوکتے نہیں تھے بلکہ آگے بڑھ بڑھ کر نیک کاموں میں حصہ لیا کرتے (۔) اور ہمیشہ مجھے یاد کیا کرتے تھے اور میرے سے دعائیں کیا کرتے تھے رغبت رکھتے ہوئے بھی اور خوف رکھتے ہوئے بھی۔ بعض دفعہ میری رضا کی تمنا میں اور لالچ میں کہ خدا ہم سے راضی ہو اور بعض دفعہ اس خوف میں دعا کیا کرتے تھے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے کہ خدا ناراض ہو جائے اور پھر فرمایا (۔) اور وہ ہمیشہ میرے ساتھ عاجزی کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ بہت ہی خشوع و خضوع کرنے والے تھے پس جن کا یہ دستور ہو ان کی دعائیں جو غیر معمولی حالات میں قبول ہوئی ہیں تو اس کا یہ پس منظر ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت زکریا کے حق میں خدا تعالیٰ نے ایسا اعجازی نشان دکھا دیا۔ ہم دعا مانگتے ہیں، ہماری بوڑھی بیوی تو کچھ بھی نہیں جنتی، ہماری بانجھ عورت کو تو کچھ بھی نہیں ہوتا، ہماری کمزوریاں تو دور نہیں ہوتیں، ان کے لئے نصیحت ہے کہ خدا سے غیر معمولی طلب کرنے والے اپنے اندر بھی غیر معمولی تبدیلیاں پیدا کیا کرتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کو خدا کی خاطر بدل دیتے ہیں اور محض اپنی ضرورت کے وقت خدا کے حضور حاضر نہیں ہوتے بلکہ ساری زندگی حاضر رہتے ہیں اور اس کی رضا پر بھی راضی رہتے ہیں، اس کے ابتلاء پر بھی راضی رہتے ہیں اور ہمیشہ یہ خوف ان کو دامن گیر ہوتا ہے کہ کہیں خدا ہماری کسی کوتاہی کی وجہ سے ہم سے ناراض نہ ہو اور ہم اس کی رضا سے محروم نہ رہ جائیں۔ پس ایسے لوگوں کی دعائیں غیر معمولی طور پر اعجازی رنگ میں قبول کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ایسے بندوں میں شامل فرمائے کہ ہم اس سے بہت کچھ مانگیں اور التجاؤں کے ساتھ مانگیں لیکن اس فیصلے کے ساتھ مانگیں کہ اگر وہ رد کر دے گا تب بھی ہم راضی رہیں گے۔ حضرت (فضل عمر) کا یہ شعر جو میں پہلے بھی بارہا پڑھ چکا ہوں مجھے بہت ہی پیارا، آپ کے سب شعروں میں زیادہ پیارا لگتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

؎ ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

اے ہمارے اللہ! چاہتے تو فضل ہیں لیکن فضل ہو یا ابتلاء آجائے، تیری طرف سے اگر ابتلاء آجائے اور رضا والا ابتلاء ہو، ناراضگی والا ابتلاء نہ ہو۔

؎ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو۔ اس روح کے ساتھ آپ دعائیں کیا کریں تو آپ نے سب کچھ پا لیا۔ وہی لوگ دنیا میں کامیاب ہونگے جو مالک کی ہر ادا سے راضی ہوں۔ جن کو خیرات سے پیار نہ ہو خیرات دینے والے ہاتھ سے پیار ہو، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

جرمنی کی ایک احمدی خاتون کا ذکر خیر

"ابھی نماز جمعہ ختم ہونے کے بعد نماز جنازہ ہوگی۔ جرمنی کی یہ خاتون امۃ العزیز جو فیصل آباد کے نائب امیر چوہدری غلام دستگیر صاحب کی بہو تھیں، بہت ہی نیک خاتون، سلسلے سے بے حد محبت اور خلوص رکھنے والی اور (امامت) احمدیہ سے تو ان کو ایسا عشق تھا کہ ایک مثالی عشق تھا بلکہ حیرت ہوتی تھی کہ کس طرح ان کو محبت بھی ہے، یقین اور اعتماد بھی ہے۔ کئی دفعہ پہلے فیصل آباد میں اس حد تک بیمار ہو گئیں کہ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے تو یقین ہے کہ (امام) وقت دعا کریں گے تو میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اخلاص کو قبول کیا اور حیرت انگیز طریق پر شفایاب ہوئیں۔ پھر خواہش کے مطابق لندن بھی آئیں، مجھ سے ملیں، بعد میں واپس جا کر پھر دوبارہ جرمنی آئیں۔ اب چند مہینے پہلے سے ان کی حالت بہت زیادہ خراب ہوئی اور ایک اور بیماری ہوئی یعنی لنگز (LUNGS) کا کینسر تھا تو اس وقت بھی ان کے ایمان میں کوئی لغزش نہیں آئی، توکل میں کوئی فرق نہیں پڑا اور ہسپتال میں ایک دفعہ لا علاج کر کے گویا پھینک دیا گیا تھا تو ان کی طرف سے پھر مجھے پیغام ملا۔ پھر خدا تعالیٰ نے دعا کی توفیق دی اور اس حالت سے نکل کر پھر خدا کے فضل سے باہر آگئیں لیکن تقدیر جو ہے وہ تو لازماً آنی ہے یعنی موت تو ٹل ہی نہیں سکتی۔ یہ وہم تو دلوں سے نکل جانا چاہئے کہ کوئی شخص تقدیر سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے۔ دعا سے خدا تعالیٰ اپنے پیار اور محبت کے اظہار کے لئے تھوڑی سی مہلتیں بڑھا دیا کرتا ہے۔ آخر ان کا وقت آنا ہی تھا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ان کی یہ شدید خواہش تھی کہ میں ان کا جنازہ پڑھوں۔ چنانچہ جب ہم یہاں جرمنی آ رہے تھے تو میری اہلیہ نے مجھے یاد کرایا۔ انہوں نے کہا کہ دیکھو، اس کی یہ جو تمنا تھی خدا نے یہ بھی پوری کر دی اور اس وقت تک نہیں مری جب تک آپ کے جرمنی آنے کا انتظام نہیں ہوا ورنہ جنازہ غائب ہی ہو سکتا تھا، سامنے رکھ کر تو جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے احمدیوں، بڑوں چھوٹوں، مردوں عورتوں کے دل میں اسی طرح اخلاص پیدا کرے۔ اسی طرح ان کے اخلاص کو نوازتا رہے۔ اپنے قرب کے نشان دکھاتا رہے۔ ان کے بچے چھوٹے ہیں، ان کے لئے بھی خصوصیت سے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی اسی رنگ میں رنگین فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ وہی خیر الوارثین ہے جو یہ دعا تھی اسی پہ تان ٹوٹتی ہے۔ باقی وارث تو آنے جانے والے ہیں۔ ذمہ داریاں ادا کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا نہ کریں ۔ اگر خدا کسی کا وارث بن جائے تو پھر اسے کوئی غم اور کوئی فکر نہیں رہتا ۔
اس کے علاوہ دو جنازہ غائب ہیں ۔ ایک مسماۃ امۃ اللہ زوجہ چوہدری محمد سعید صاحب کلیم اور دوسرا ڈاکٹر رفیق بخاری صاحب کی ہمشیرہ ہیں ، ان کو بھی اس دعا میں شامل کرلیں ۔ نماز جمعہ کے معاً بعد آپ سب اسی طرح صفوں کی حالت میں کھڑے ہو جائیں ۔ میں چند ساتھیوں کے ساتھ باہر نعش کے سامنے حسب سنت نماز جنازہ پڑھوں گا یہاں آپ کو آواز آئے گی اور اس طرح آپ یہیں کھڑے کھڑے اس جنازہ میں شامل ہو جائیں گے ۔ اس کے علاوہ جرمنی کے بعض دوستوں نے مجھے خط لکھے تھے مجھے اب یاد نہیں رہا وہ وہاں انگلستان میں ہیں لیکن اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کون کون تھے تو ہم سب کو غائبانہ طور پر دعا میں شامل کر لیتے ہیں ۔ خدا کے علم میں ہے وہ خواہش مند کون تھے اللہ تعالےٰ ان سب کو اس (۔) دعا میں حصہ دار بنا دے ۔"

اجبابِ مانسہرہ کیلئے خصوصی دُعاؤں کی درخواست

مانسہرہ کے جو ۹ ؍ احمدی ویگن کے سانحے میں جاں بحق ہوئے تھے ان میں سے اب صرف ایک لاش کی تلاش باقی ہے ۔ الفضل کی سابقہ رپورٹ مطبوعہ ۴ ؍ جولائی کے بعد جن احمدی احباب کی نعشیں بازیاب ہوئی ہیں ان کے اسماء یہ ہیں :۔

۱ مکرم رانا کرامت اللہ صاحب امیر ضلع مانسہرہ ۔

۲۔ مکرم انیس صاحب آف داتہ ابن مکرم صوبیدار عبدالرحیم صاحب ۔

۳۔ مکرم مبشر احمد صاحب ابن مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب آف ایبٹ آباد ۔

اتوار ۷ ؍ جولائی کی دوپہر تک کی اطلاع کے مطابق اب صرف مکرم محمد یوسف صاحب ریٹائرڈ ڈرائیور جی ٹی ایس آف داتا کی نعش ملنی باقی ہے ۔ جملہ احباب سے درخواست ہے کہ احبابِ ضلع مانسہرہ کے لئے خصوصی دُعائیں کریں ۔ اللہ تعالیٰ ان کے زخمی قلوب پر اپنی رحمت سے صبر کا مرہم رکھے ۔ اور اپنی حفظ و امان میں رکھے ۔

○ جماعت احمدیہ داتہ کے احباب لکھتے ہیں کہ ہم اُن تمام جماعتوں کے احباب کے دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ ممنون ہیں جنہوں نے حالیہ جانکاہ نہر حادثہ میں ہمارے پیاروں کی نعشوں کی بازیابی کے لئے دن رات صدقِ دل ، نیک نیتی اور جذبے سے کام کیا اور کر رہے ہیں ہمارے پاس ان کی ان کاوشوں کے لئے الفاظ نہیں ۔ اور ہم اُن کی اس محبت کے اعتراف میں شکر گزار ہیں ۔

افراد جماعت احمدیہ داتہ

قیس مینائی وفات پاگئے !

"محترم ڈاکٹر محمد یعقوب قیس مینائی نجیب آبادی جو سلسلہ عالیہ احمدیہ نیز پاک و ہند کے نامور شاعر تھے ، ۳۰ ؍ جون ۱۹۹۱ء کو قریباً سو برس کی عمر میں جرمنی میں وفات پاگئے ان کی میت تابوت میں جمعرات ۴ ؍ جولائی کو فیصل آباد سے ۳ ؍ بجے کے قریب ربوہ پہنچی ۔ اسی شام بعد نماز مغرب بیت المبارک ربوہ میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ جس میں بکثرت دوست شامل ہوئے ۔ آپ بفضل تعالیٰ موصی تھے چنانچہ تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی ۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے ہی دعا کروائی ۔ آپ ایک عرصے سے دمہ کے مریض تھے اور کچھ عرصہ سے جرمنی میں مقیم تھے ۔ احباب سے ان کی بلندئ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے ۔

اسیرانِ راہِ مولیٰ کو دُعاؤں میں یاد رکھیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے

مُلکی خبریں

○ آزاد کشمیر کے چیف جسٹس سردار اشرف خان نے عبوری وزیر اعظم کے طور پر حلف اٹھالیا ہے ۔ انکی تقرری وزیر اعظم ممتاز حسین راٹھور کی برطرفی اور گرفتاری کے بعد عمل میں آئی ہے ۔

○ قائد حزب اختلاف بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ راٹھور کی گرفتاری ایک تاریخی غلطی ہے ۔ حکومت نے آزاد ریاست کا راستہ کھول دیا ہے ۔

○ ربوہ میں دریائے چناب کے قریب سرگودھا روڈ پر نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے لالیاں کے زمیندار سرفراز لالی اور ان کے بیٹے سمیت پانچ افراد کو ہلاک کر دیا ۔ مقتول چنیوٹ سے کار میں سوار لالیاں جا رہے تھے ۔

○ لاہور پولیس نے شیخوپورہ کے نواحی گاؤں سے آٹھ دہشت گرد گرفتار کر لئے ہیں ۔ ان کا تعلق کراچی سے ہے ۔

○ پاکستان کی طرف سے بھارتی باشندوں کے لئے راہداری کی سہولتیں ختم کرنے کے بعد بھارت نے پاکستان سے آمدورفت بند کرنے کی دھمکی دے دی ہے ۔ بھارتی حکومت نے نئی دہلی میں پاکستانی ناظم الامور کو طلب کر کے پاکستانی اقدام پر احتجاج کیا ۔

○ وزیر قانون نے بتایا ہے کہ دہشت گردوں کے خاتمہ کے لئے ملک بھر میں انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتیں قائم کی جا رہی ہیں ۔

○ آزاد کشمیر کے تین انتخابی حلقوں میں جہاں ۲۹ ؍ جون کو پولنگ نہیں ہو سکی تھی ہفتہ کے روز پولنگ مکمل ہو گئی ۔ نتائج کے مطابق مسلم کانفرنس ، پیپلز پارٹی اور جمہوری اتحاد نے ایک ایک نشست حاصل کر لی ۔

○ سکھر میں ہزاروں عورتیں کرفیو کی پابندی توڑتے ہوئے گھروں سے نکل آئیں ۔ انہوں نے گھروں پر پولیس کے چھاپوں اور عورتوں سے بدتمیزی کرنے پر شدید احتجاج کیا ۔

تلاشِ گمشدہ

○ لوہے کی الماری کی ایک چابی جس پر نمبر ا لکھا ہے ۔ دارالنصر سے ناصر آباد جاتے ہوئے کہیں گم ہو گئی ہے ۔ جس کسی کو ملے دفتر الفضل میں اطلاع دیکر ممنون فرمائیں ۔

غیر مُلکی خبریں

○ البانیہ کے صدر نے یوگوسلاویہ کے ساتھ ملنے والی اپنی سرحد پر فوج کو تیار رہنے کا حکم دے دیا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ یوگوسلاویہ میں مقیم البانوی نژاد باشندوں کو بچانے کے لئے اقدامات ضروری ہیں ۔

○ روسی پارلیمنٹ نے ملک میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لئے قانون منظور کر لیا ہے ۔ جس کے تحت غیر ملکی کمپنیاں کسٹم ڈیوٹی کی ادائیگی کے بغیر اپنی اشیاء لا سکیں گی ۔ اور سرمایہ کار کسی بھی روسی ادارے کے ۱۰۰ فیصد مالک ہونگے ۔ اور منافع بھی بیرون ملک بھیج سکیں گے ۔

○ ایتھوپیا کی قومی کانفرنس نے از سر نو آئین مرتب کرنے اور دو سال کے اندر اندر انتخابات کرانے کے لئے عبوری حکومت قائم کر دی ہے ۔

○ تنظیم آزادی فلسطین کے چیئرمین یاسر عرفات نے کہا ہے کہ اگر اسرائیل بات چیت پر آمادہ ہو جائے تو اس کے خلاف تشدد کی کارروائیاں روک دینگے اور منشور میں بھی ترمیم کی جا سکتی ہے ۔ جس میں اسرائیل کے وجود سے انکار کیا گیا ہے ۔ اسکے علاوہ وہ اسرائیل کے مستقبل کی ضمانت دینے پر بھی تیار ہیں ۔

○ سارک سربراہ اجلاس آئندہ نومبر میں کولمبو میں ہوگا ۔ دریں اثنا علاقہ میں سیاحت کے فروغ کیلئے دو اعلیٰ اختیاراتی کمیٹیاں قائم کر دی گئی ہیں یہ فیصلے مالے میں ہوتے والے وزارتی اجلاس میں کئے گئے ۔

○ پانامہ کے سابق صدر جنرل نوریگا کے بعد کیوبا کے صدر فیڈرل کاسترو پر امریکی خفیہ ایجنسیوں نے منشیات کے کاروبار میں ملوث ہونے کا الزام لگایا ہے ۔ خفیہ ایجنسیوں نے امریکی حکومت کو کیوبا کے صدر کے خلاف سخت اقدامات کی تجاویز پیش کر دی ہیں ۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت : دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے